© rasailojaraid.com

سیدہ بنتِ امیرِ شریعت بخاریؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا مجاہد الحسینی

اللہ تعالیٰ کا نظامِ موت وحیات ایسا ہے کہ اس کی باگ ڈور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ دنیا کی زندگی اور سفرِ آخرت کے اوقات متعین ہیں۔ اس میں تقدم وتاخر کی قطعاً گنجائش نہیں۔ لختِ جگر انبیاء ورسل کے ہوں یا محسنِ انسانیت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوں یا تابعین، تبع تابعین اور اولیاء وصلحاء اُمّت کے، سب کے لیے موت ہی واحد ذریعہ ہے جس سے گزر کر حیاتِ ابدی اور وصول الی المطلوب کا حصول ممکن ہے۔ اللہ کے اسی نظام کے تحت مؤرخہ ۱۴/ اپریل ۲۰۱۲ء کو عالم اسلام کی ممتاز دینی وملّی شخصیت برصغیر پاک وہند کے سحر بیاں اور وجد آفریں خطیب اعظم امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی اکلوتی لختِ جگر، عابدہ، زاہدہ اور عالمہ وفاضلہ بیٹی طویل علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے برادر اصغر مولانا حافظ قاری سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان) نے ادا کرائی۔ اور والدہ مرحومہ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ جنازے میں مرحومہ کے شوہر مولانا پروفیسر سید محمد وکیل شاہ بخاری، مرحومہ کے برادر مولانا حافظ سید عطاء المؤمن بخاری، حضرت امیر شریعت کے پوتے اور مولانا حافظ سید ابوذر بخاری کے فرزند حافظ سید محمد معاویہ بخاری (ایڈیٹر ''الاحرار'' ملتان)، مرحومہ کے لختِ جگر مولانا سید محمد کفیل بخاری (ایڈیٹر ''نقیبِ ختمِ نبوت'' ملتان) اور پاکستان کے مختلف دینی مدارس کے شیوخ الحدیث، دینی جماعتوں کے ممتاز رہنما اور کارکن، ملتان کی ممتاز دینی، علمی، سیاسی ادبی اور مختلف مکاتب فکر کی اہم شخصیات نے شرکت کر کے مرحومہ (سیدہ اُمّ کفیل بخاری) کو خراجِ عقیدت واحترام پیش کیا اور ان کی مغفرت اور جنت الفردوس میں مقامِ علیین پر فائز ہونے کی دعائیں کیں۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ گزشتہ اڑھائی برس قبل مرحومہ سیدہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ کے نوجوان اور عبقری صلاحیتوں کے مالک فرزند پروفیسر سید ذوالکفل بخاری (استاذ اُمّ القریٰ یونیورسٹی مکّہ معظّمہ) ٹریفک کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کی ناگہانی جدائی کا الم ناک صدمہ ہماری اس محترمہ بہن نے جس بلند ہمّتی، حوصلے اور صبر واستقامت کے ساتھ اس شیخوخت (بڑھاپے) میں برداشت کیا تھا وہ اُن کو اللہ کی عطا کردہ توفیق کا سبق آموز مظاہرہ تھا۔ بقول جگر مراد آبادی:

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرحومہ سیدہ بنتِ بخاری نے برصغیر پاک و ہند کے صبر آزما اور دار و گیر سے پر ہنگام تلخ حالات میں پرورش پائی اور اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی بابت ہمیشہ ریل، جیل اور دار و رسن ہی کی سزاؤں کی صدائیں سنتے زندگی پروان چڑھی تھی۔ فرنگی دورِ استبداد میں کئی خطرناک مرحلے ایسے بھی آئے کہ پاداشِ حق میں زینتِ زنداں بننے والے امیر شریعت کو باغیوں کی ہولناک کوٹھڑی میں بند کر کے مار دینے کی کوشش کی تھی مگر:

ہر چیز کی طناب ہے خالق کے ہاتھ میں

وہ اگر فیصلہ نہ کرے تو نمرود کی جلائی ہوئی آگ گلزار بن جاتی ہے، صدیوں سے شعلہ بار آتش کدے بجھ جاتے ہیں اور تختۂ دار پر کھڑے کیے گئے ملزم کی گردن سے پھانسی کا پھندا اُتار کر اسے بری کرنے کے احکام بھی صادر ہو جایا کرتے ہیں۔ خود حضرت امیر شریعت نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ انگریز کی غاصبانہ حکومت کے خلاف میری ایک تقریر کو باغیانہ قرار دے کر مجھے بھی پھانسی خانے میں بند کر دیا تھا مگر بعد میں وہ سزا قید بامشقت میں تبدیل ہوگئی تھی۔ چنانچہ رہائی کے بعد حسب معمول شبِ تاریک کے آخری حصے میں تقریر کر کے واپس آ رہا تھا کہ اندھیرے میں چند عورتیں کھڑی تھیں، ساتھیوں سے گفتگو کرتے ہوئے ایک بڑھیا نے میری آواز پہچان کر لڑکھڑاتے لہجے میں کہا:

''شاہ جی! میں تے ساری ساری رات اپنے دوپٹے دی جھولی رب اگے پھیلا کے تہاڈی حیاتی واسطے رو رو کے فریاد کیتی سی۔ تے رب نے میری سُن لئی'' (شاہ جی! میں نے تو اپنے رب کے سامنے اپنے دوپٹے کا دامن پھیلا کر ساری ساری رات آپ کی زندگی کے لیے زار و قطار رو رو کر دعائیں کی تھیں اللہ نے میری سن لی)

شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو ایک حوالہ ہے۔ نامعلوم اور کتنے مقبول بارگاہ الٰہی ایسے ہوں گے جنھوں نے میری ذات کے لیے بھی اور میرے مقدس مشن کی کامیابی کے لیے اللہ کے حضور اشکبار ہو کر دعائیں کی ہوں گی۔ بہرنوع حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے فرنگی سامراج اور اس کے کاشت کردہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف کئی باغیانہ تقریریں کیں جن کی پاداش میں انگریز غاصب حکمرانوں نے آپ کو تختۂ دار پر لٹکا دینے کے حربے کے علاوہ کئی کئی برس تک پسِ دیوارِ زنداں رکھنے کی ظالمانہ سزائیں سنائیں مگر آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش پیدا نہ ہوسکی۔ ایسے صبر آزما ماحول میں شاہ جی رحمہ اللہ کی اولاد نے پرورش پائی تھی۔

ایک روز امیر شریعت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناشتے کے بعد ابن امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ کے ساتھ محوِ گفتگو تھا کہ اندرون خانہ سے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تشریف لے آئے اور ٹرے میں پڑے روٹی کے ٹکڑے دیکھ کر اظہارِ حیرت کیا اور فرمایا: بیٹا! تم نے اللہ کے عطا کردہ رزق سے یہ ٹکڑے کیوں چھوڑ دیے؟ پھر ان ٹکڑوں کے مزید باریک ٹکڑے کر کے مرغیوں کو آ۔ آ۔ آ۔ کہہ کر بلایا، مرغیاں پَر پھیلائے دیوانہ وار آ گئیں اور روٹی کے ٹکڑے کھانے لگیں۔ یہ دیکھ کر شاہ جی ہماری جانب متوجہ ہوئے اور کہنے لگے

''کتنی وفا شعار ہے یہ مخلوق، انھیں میں نے ایک آواز دی سنتے ہی لپک کر میرے گرد جمع ہوگئیں۔ میں ان کے لیے ''خطیب اعظم'' ہوں یا اس قوم کے لیے؟ جسے میں نے راس کماری سے طورخم کی پہاڑیوں تک اور بمبئی کے ساحل سے لے کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وادئ کشمیر تک شب و روز قرآن سنایا۔ حضور سیّدِ وُلدِ آدم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام پہنچایا، میرے کالے بالوں میں سفیدی آ گئی مگر اس قوم کے دلوں کی سیاہی دور نہ ہو سکی۔ مجھے تو کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قبرستان میں اذان دے رہا ہوں“ اور شاہ جی لمحہ بھر کے لیے خاموش ہو گئے۔ میں نے سکوت توڑنے کی جسارت کرتے ہوئے دریافت کیا کہ ”مرغ بانی“ کا شوق آپ کی زندگی میں کیسے در آیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ: فرنگی سامراج کے جس مخالف اور باغی کے شب و روز ریل اور جیل میں گزرتے ہوں، پانچ پانچ دس دس برس جس کے قید و بند کی نذر ہو جاتے ہوں، جس کی اولاد کم عمر اور بچگانہ دور میں ہو اور بازار سے سودا سلف لانے والا بڑا کوئی موجود نہ ہو، اس کے لیے گھر میں ہی گوشت کا سامان فراہم کرنا ایک مجبوری اور طبعی ضرورت ہے۔ یہ تھا وہ تلخ اور ہمت افزا ماحول جس میں دیگر افرادِ کنبہ کے دوش بدوش بنتِ امیرِ شریعت رحمہا اللہ نے پرورش پائی اور اپنے والد ماجد کی تلخیِ حیات کے لرزہ خیز واقعات کا صحیح طور مشاہدہ کیا تھا، جن کا انھوں نے ”سیّدی و ابی“ نامی کتاب میں مفصّل تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے نادر معلومات فراہم کر کے حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی زندگی کے بعض ایسے سبق آموز واقعات کا حوالہ دیا ہے جو رفقاءِ امیرِ شریعت اور جماعتی رہنماؤں کی نگاہوں سے بھی اوجھل تھے۔

حضرت امیرِ شریعت کی ساری اولاد ہی بفضلہٖ تعالیٰ دینی شعور و ادارک، علمی و عملی اور ادبی صلاحیتوں سے خوب خوب آراستہ ہے، لیکن حضرت امیرِ شریعت کے نہاں خانۂ قلب و جگر میں جو گہرا نقش اپنی اس عالمہ و فاضلہ، ادیبہ اور عفیفہ، عابدہ و زاہدہ بیٹی کے لیے ثبت تھا وہ اور کسی کے لیے نہیں تھا۔

کام یابی کے لیے فکر مندی:

قیامِ پاکستان کے بعد کے ابتدائی ایام میں ہی میرے ہمدم و رفیق مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے ”نادیۃ الادب الاسلامی“ کے نام سے ایک دینی، علمی و ادبی تنظیم قائم کی تو ابن امیرِ شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اس کے امیر، راقم الحروف (مجاہد الحسینی) قیّم (سیکرٹری جنرل) مقرر ہوئے تھے۔ اس تنظیم کے ابتدائی ترجمان مجلّہ ”رُوداد“ اور بعد ازاں مجلّہ ”مستقبل“ ملتان میں بنتِ امیرِ شریعت کے بلند پایہ علمی و ادبی اور تحقیقی مضامین شریکِ اشاعت ہوا کرتے تھے جو تاریخِ ادبِ اسلامی کے زرّیں باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری ہمشیر مرحومہ کے مضامین و مقالات فکر و تدبّر اور فصاحت و سلاست کے آئینہ دار ہوتے تھے، نیز یہ بھی ایک صداقت ہے کہ بہن صاحبہ نے حضرت امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایمان آموز اور مادی اعتبار سے جہاں ایک صبر آزما اور تلخ ماحول میں پرورش پائی تھی وہاں جرأتِ ایمانی، غیرتِ دینی اور حمیّتِ اسلامی کے مظاہروں سے بھی ان کی زندگی آراستہ تھی۔ جس کا مشاہدہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران اس وقت ہوا جب عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں علاّمہ اقبال کی تجویز کے مطابق پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر اور مسالک کے مذہبی رہنماؤں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور جنازہ گاہ میں موجود ہونے کے باوجود بانی پاکستان محمد علی جناح کے جنازے میں شرکت سے انکار کرنے والے فرنگی سامراج کے جاسوس سر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ کیا تو اس دور کے مسلم لیگی حکمرانوں نے ان صفا کیش بے گناہوں کے سینے یا تو گولیوں کی بوچھاڑ سے ٹھنڈے کر دیے تھے یا لاکھوں جاں نثارانِ ختم نبوت کو جیل خانوں میں بند کر دیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ مخدومہ محترمہ حضرت اماں جی (زوجہ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ) اور بنتِ امیر شریعت رحمہما اللہ ایسی خواتین تھیں جنھوں نے اس مقدس تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کے اہل خانہ سے مستقل رابطہ رکھ کر اُنہیں حوصلے اور استقامت سے کام لینے اور تحریک کی کامیابی کے لیے دعاؤں کی تلقین کی۔ یہ ان کی دانش مندی دور اندیشی عزم و ثبات یقین و ایمان اور اللہ پر بھروسے کا آئینہ دار ہے۔ اس تحریک کے دوران ہم نے ''تھڑ دلے'' حاسد جماعتی مفاد پرست اور بلند پائے کے ممتاز مذہبی قائدین بھی دیکھے جو عقائد و نظریات کے اعتبار سے تو ان مذہبی رہنماؤں کے ہم نوا تھے مگر ''ختم نبوت'' کے نام پر حکومت کے خلاف کسی قسم کے راست اقدام اور ایجی ٹیشن کے سخت خلاف تھے۔ جنہوں نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے بصورت وفد ملاقات کر کے اپنے آپ کو تحریک سے دامن کش ہونے کی یقین دہانی کرائی اور اس کے عوض سنگین سزا سے گلو خلاصی اور قید خانے سے رہائی پائی تھی۔

فروری ۱۹۵۳ء کے آخری ایام میں آل مسلم پارٹیز کی مجلسِ عمل کے مرکزی رہنماؤں نے بصورتِ وفد وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر کے اپنے مؤقف اور تحریک کے مقاصد سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کے باعث مرکزی قائدین کراچی میں موجود تھے۔ انھیں ملاقات کا موقع دینے اور ان کی بات سنے بغیر ہی مسلم لیگی حکمرانوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ۲۸ رفروری ۱۹۵۳ء کو تحریکِ ختم نبوت کے ترجمان اخبارات مثلاً مولانا ظفر علی خان کے روزنامہ ''زمیندار'' اور حضرت امیر شریعتؒ کی زیرِ سرپرستی اشاعت پذیر روزنامہ ترجمان احرار ''آزاد'' لاہور اور کراچی سے شائع ہونے والا ہفت روزہ ''حکومت'' وغیرہ کو ایک ایک سال کے لیے جبراً بند کر دیا تھا اور اس کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان کے فرزند اختر علی خاں، راقم الحروف ایڈیٹر ''آزاد'' اور مولانا حق نواز ایڈیٹر ''حکومت'' کراچی کو بھی گرفتار کر کے ایک ایک سال کے لیے جیل خانوں میں بند کر دیا تھا۔ اس دوران مرحومہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ نے میری بیوی کے نام جو خط لکھا درج ذیل ہے۔

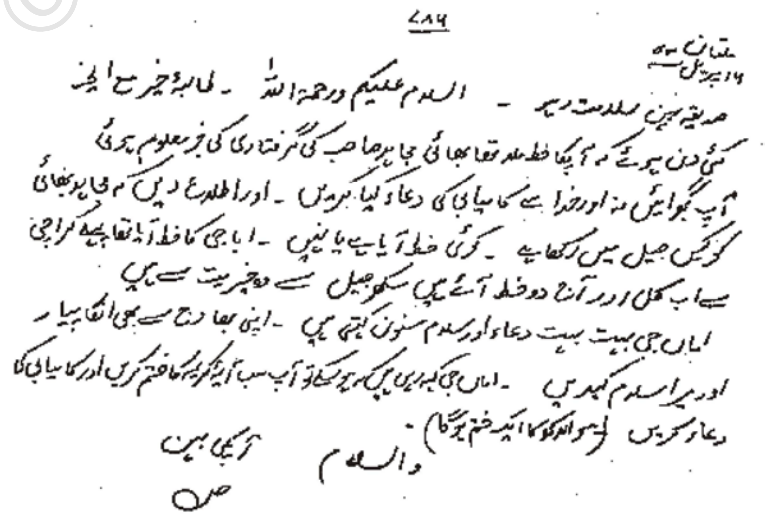
۷۸۶

ملتان شہر
۱۶ اپریل ۵۳ء

صدیقہ بہن سلامت رہیں ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ لکھا ہے خیر سے ہیں
کئی دن ہو گئے ہم کو آپکا خط ملا تو بھائی جان صاحب کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی
آپ گھبرائیں نہ اور خدا سے کامیابی کی دعا کیا کریں ۔ اور اطلاع دیں ہم بھائی جان
کو کس جیل میں رکھا ہے ۔ کوئی خط آیا ہے یا نہیں ۔ ابا جی کا خط آیا تھا جیسے کراچی
سے اب کل اور آج دو خط آئے ہیں سکھر جیل سے وہ خیریت سے ہیں
اماں جی بہت بہت دعا اور سلام کہتی ہیں ۔ اپنی بھاوج سے بھی انکا پیار
اور میرا سلام کہہ دیں ۔ اماں جی کہہ رہی ہیں کہ ہو سکے تو آپ سب آیت کریمہ کا ختم کریں اور کامیابی کا
دعا کریں (انشاء اللہ کو کامیابی ختم ہو گا)۔
آپکی بہن
والسلام
ص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مندرجہ بالا مکتوب سے اندازہ لگائیے کہ مخدومہ معظّمہ حضرت اماں جی اور ان کی لختِ جگر بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کی رہائی کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ان کے پیشِ نظر صرف ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور اس کی خاطر جاری تحریک ختم نبوت تھی۔

اسی طرح جب لاہور سنٹرل جیل (جہاں پر ان دنوں ایک جدید طرز کی ''شادمان کالونی'' تعمیر ہو چکی ہے) سے رہائی مل گئی تو راقم الحروف نے تحریک کے ترجمان روزنامہ ''آزاد'' کے اجراء کے سلسلے میں تجدید ڈیکلریشن کی درخواست پیش کی مگر مسلم لیگی حکمرانوں نے ترجمان ختم نبوت شائع کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مایوس ہو کر میں نے روزنامہ ''نوائے پاکستان'' لاہور کے ایڈیٹر، ممتاز صحافی اور مولانا ظفر علی خاں کے ساتھی مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے میری پریشاں حالی دیکھ کر بلا توقف اخبار کے ڈیکلریشن ہولڈر حاجی محمد شریف (مالک مقبول عالم کتب خانہ چوک دالگراں لاہور) سے مشورہ کر کے معمولی شرط پر اخبار ہمارے سپرد کر دیا۔ جس کی افتتاحی تقریب میں مولانا غلام رسول مہر، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، مولانا محمد وارث کامل، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، حمید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت)، آغا شورش کاشمیری (ایڈیٹر چٹان)، مولانا محمد اسحٰق بھٹی (ایڈیٹر الاعتصام)، مولانا پیر غلام دستگیر نامی، مولانا عبیداللہ انور (انجمن خدام الدین) شریف فاروق (روزنامہ احسان)، علاّمہ لطیف انور، جانباز مرزا اور مجلس احرار و مجلس ختم نبوت لاہور کے دیگر ممتاز رہنما اور کارکن شریک ہوئے تھے۔ اس کے پہلے شمارے میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، امیر مجلسِ عمل کے مولانا ابوالحسنات سید محمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا سید محمد داؤد غزنوی امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان، مولانا مظہر علی اظہر، صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ سجادہ نشین آلومہار شریف، حمید نظامی اور آغا شورش کاشمیری کے خیر مقدمی تحریری پیغامات ان کے دستخطوں کے عکس کے ساتھ شائع ہوئے تھے۔ نیز یہ ایک تاریخی اقدام تھا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ کا وہ کلام جو منکرین ختم نبوت کی سازش سے ان کے مجموعہ کلام میں شریک اشاعت نہ ہو سکا تھا

''اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک''

کے زیرعنوان سید نفیس شاہ رحمہ اللہ کی دلکش کتابت کے ساتھ ''نوائے پاکستان'' کے صفحہ اوّل پر شائع ہوئی تھی۔ علاّمہ اقبال نے یہ نظم انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں سنائی تھی اور ہفت روزہ ''حمایت اسلام'' لاہور میں شائع ہو گئی تھی لیکن ان کی مطبوعہ کتب میں یہ نظم شامل نہیں کی گئی۔

بہر نوع یہاں پر چونکہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ کی علمی و ادبی تحریری خدمات کا تذکرہ مقصود ہے، جب ہماری اس ہمشیر مرحومہ کی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت یافتہ سید محمد شفیع بخاری رحمہ اللہ کے فرزند پروفیسر مولانا سید محمد وکیل شاہ بخاری کے ساتھ شادی ہو گئی اور وہ اپنے سسرال عبدالحکیم ضلع ملتان میں رہائش پذیر ہو گئیں تو انھوں نے میری بیوی کے نام جو مکتوب ارسال کیا اس کی تاریخی نوعیت اور اہمیت کے پیشِ نظر یہاں درج کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

© rasailojaraid.com

۷۸۶

عبدالحکیم
۱۷ اگست ۵۷ء

مجاہدہ بہن سلامت باشید ۔ السلام علیکم

یکم اگست کو یہاں آنے کیلئے تیار تھی ۔ کہ خط خوشخبری کا ملا اللہ تعالیٰ نے آپکو ننھی عطاء فرمائی ہے ۔ ہم سب ہی کو بہت خوشی ہوئی ۔ اماں جی نے اسی وقت فرمایا کہ خط لکھنا چاہیئے مگر مجھے اسوقت فرصت نہ تھی اس لئے یہاں آکر لکھنے کا خیال کیا ۔ آخر دلوں سے ابھی تک کسی نے نہ لکھا ہو ۔ تو اباجی اماں جی کی طرف سے بھی اور میری طرف سے بھی آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو ۔ اللہ تعالیٰ لمبی عمر دراز فرمائیں اور اپنے حفظ و امان میں رکھیں آمین نام کیا رکھا ہے ۔ اور اب آپ دونوں یعنی ماں بیٹی کی صحت کیسی ہے ۔ ضرور لکھیئے گا ۔ ایک بات اور لکھنی ہے یہاں آکر ایک طرح سے نظر بندی ہی ہوتی ہے ۔ باہر کا دنیا کا کوئی تعلق باقی رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ نور نے پاکستان یہاں ملک سے لیکر یہاں جاری کرا دیئے ۔ مفت ہی کوئی تین ماہ کیلئے فی الحال جاری کر دیں اور چندہ پہلا پرچہ وصول کر کے ادا کر دیتی ۔ اور کیا لکھوں ۔ صبیحہ★ اچھی ہے اور ناک میں دم کئے ہوئے ہے ۔ ملتان کیلئے

ننھی کو بہت بہت پیار ۔ آپ گھر کب تک واپس جائیں گی

مجھے تو شاید کافی دن ابھی یہاں رہنا ہو گا لیکن گھر جاتے

ہی آپ اماں جی سے ضرور مل لیجئے گا

والسلام

اس پتہ پر آپ چاہیں تو لکھ سکتی ہیں

ص ۔ معرفت [illegible]

عبدالحکیم ضلع ملتان

★ صبیحہ کے بجائے بچی کا نام فاطمہ رکھا گیا

© rasailojaraid.com

ہمشیرہ محترمہ بنتِ امیر شریعت کے یہ خطوط تحریک ختمِ نبوت کی بابت ان کی دل چسپی اور میرے اہلِ خانہ کے ساتھ ان کے گہرے تعلقِ خاطر کے آئینہ دار ہیں۔ نیز ان خطوط کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ مرحومہ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی لاڈلی اور پیاری لختِ جگر ہونے کے باعث جماعتی لٹریچر مفت حاصل کرنے اور اعزازی طور پر اپنے نام مطبوعات کی ترسیل کو شرعاً اور اخلاقاً اچھا نہیں سمجھتی تھیں۔ یہ ''آدابِ دخترانہ'' انھوں نے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ کی اعلیٰ تربیت اور ان کی صحبت فیض رساں سے سیکھے تھے۔ یہ مکتبِ صالحین کی کرامت بھی تھی اور ان کی نگاہِ لطف و کرم کی انقلاب آفرینی بھی۔

امیر شریعت کے اہل خانہ سے بدسلوکی اور بدزبانی:

بنت امیر شریعت نے اپنی کتاب ''سیّدی وابی'' میں بعض ایسے واقعات تحریر کیے ہیں جن کے مطالعے سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے رفقاءِ زنداں کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے؛ ان دنوں تحریک کو رواں دواں رکھنے اور قادیانیوں کے فسادانگیز حربوں سے بچانے کے لیے امیر شریعت رحمہ اللہ کے بڑے فرزند مولانا حافظ سید ابوذر بخاری اور مولانا غلام غوث ہزاروی مختلف مقامات پر روپوش تھے۔ حکومتی اہل کاروں کی خفیہ و علانیہ کوششوں کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے۔ آخرکار انھوں نے حضرت امیر شریعت کے اہل خانہ کو تنگ کرنے کے حربے استعمال کرنا شروع کر دیے حضرت امیر شریعت کے گھر پر پولیس کا دھاوا، تلاشی، روایتی بدزبانی، بدسلوکی اور بدتمیزی کی بابت مرحومہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ نے اپنی کتاب سیّدی وابی کے صفحہ ۲۲۶ سے ۲۳۰ تک رقت انگیز معلومات فراہم کی ہیں۔ لیکن خوفِ طوالت سے ان کا آخری حصہ یہاں پر درج کیا جاتا ہے۔ اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی خاطر حاصل کیے گئے اس ملک میں اسلام کے پیروکاروں اور داعیوں پر کیا گزرتی رہی ہے؟ اور منکرین ختمِ نبوت کی خوشنودی اور انھیں تحفظ دینے کی خاطر فرزندان اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا رہا ہے؟

اقتباس:

''اُن دنوں نجف خان ڈی آئی جی پولیس تھے اور بھائی جان کو اس پر بہت غصہ تھا کہ اس سارے قصے کا محرک اور ذمہ دار وہی ہے۔ جب رہائی کے بعد ابا جی اور بھائی جان اکٹھے ہوئے تو بھائی جان نے اس واقعہ پر شدید ردّعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس پولیس افسر کے خلاف تقریر کروں گا اور لوگوں کو اصل حقائق سے آگاہ کروں گا۔ اس پر ابا جی نے فرمایا:

''ہوا ہی کیا ہے؟ یہی کہ تمہاری اماں اور بہن کے سامنے پولیس والوں نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں۔ نبی

© rasailojaraid.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اس سے بھی زیادہ بدسلوکی ہوتی تو ہماری سعادت ہوتی۔ اگر تمہاری ماں اور بہن کو گھسیٹ کر سڑک پر لاتے اور اُن کو مارتے تو میں سمجھتا کہ تحفظ ختم نبوت کا کچھ حق ادا ہوا۔ اللہ کے دین کے کام میں سختیاں اور امتحانات نہ آئیں اور مار نہ پڑے، یہ ہو نہیں سکتا۔ دین کا کام کرو گے تو مار بھی پڑے گی۔ اس کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھو۔ تمھیں تو معلوم ہے کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف و رحیم ہستی کو دین کے نام پر کتنی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ جانتے نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی کیا گیا اور وہ اسی زخم سے شہید ہوئیں۔ ہماری کیا حیثیت ہے؟ اس لیے صبر کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سے قربانی کو قبول فرمائے۔ (آمین)''

(''سیّدی وابی'' ص: ۲۳۲)